۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۴۷ھ / یکم مئی 2026ء

طلاق

سے متعلق اسلامی تعلیمات

(مع پیغام بمناسبتِ عالمی یومِ مزدور)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمۡسَاکٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِیۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ ؕ وَلَا یَحِلُّ لَکُمۡ اَنۡ تَاۡخُذُوۡا مِمَّاۤ اٰتَیۡتُمُوۡہُنَّ شَیۡئًا اِلَّاۤ اَنۡ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ؕ فَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا یُقِیۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰہِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡہِمَا فِیۡمَا افۡتَدَتۡ بِہٖ ؕ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ فَلَا تَعۡتَدُوۡہَا ۚ وَمَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۔ [البقرۃ2:229]

ہمارے آقا کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کا عطا کردہ دینِ اسلام آخری دین ہے۔ قیامت تک یہی دینِ متین تمام انسانوں کے لیے راہِ حق ہے اور صرف اِسی دین پر عمل ہی ربِّ کریم کی رِضا پانے کا ذریعہ ہے۔

اگرچہ وقت بدلنے کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں، مگر اسلام ایسا کامل و اکمل دین ہے جو ہر دَور کے تقاضوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ یہ ایسا جامع ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں واضح راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔

نکاح انسانی زندگی کا ایک اہم مرحلہ ہے، اِس سے متعلق اسلامی تعلیمات بھی نہایت جامع اور فطری ہیں۔ قرآن وسنّت میں جہاں نکاح کے ذریعے مَرد وعورت کے درمیان پاکیزہ تعلق قائم کرنے کی پوری تفصیل ہے، وہاں اِس رشتے کو خوش اُسلوبی سے نبھانے کی مکمل تربیت بھی فراہم کی گئی ہے۔ پھر اگر خدانخواستہ کسی موڑ پر اِس تعلق کو قائم رکھنا اور اِس کے شرعی تقاضوں کو پورا کرنا ممکن نہ رہے تو اِس صورتِ حال سے متعلق بھی اسلام نے طلاق کا مکمل اور واضح نظامِ عمل عطا فرمایا ہے۔

طلاق کے حوالے سے قرآنِ مجید نے متعدّد آیاتِ مقدّسہ میں تفصیلی راہ نمائی عطا کی ہے اور اِس سے متعلق احکام کو اللہ تعالیٰ کی مقرّر کردہ حدیں قرار دے کر اُن کی خلاف ورزی کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

اگر ہم اپنے معاشرے کی صورتِ حال پر نظر ڈالیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لوگوں نے طلاق کو کھیل بنالیا ہے۔ نہ تو اِس بات کی پرواہ کی جاتی ہے کہ شریعت نے کن وُجوہات کی بنا پر طلاق کی اِجازت دی ہے! نہ اُس طریقہ کار کی پابندی کی جاتی ہے جو قرآن وسنّت میں طلاق کے حوالے سے تعلیم فرمایا گیا ہے اور نہ ہی طلاق کے بعد عدت وغیرہ شرعی تقاضوں کو صحیح انداز میں انجام دینے کی فکر کی جاتی ہے۔ جس چیز کو اسلام نے انتہائی حسّاس امر قرار دیا تھا، آج اُسے محض جذباتی ردِّ عمل کا ذریعہ بنالیا گیا ہے۔

گزشتہ تین خطبات میں گھریلو تنازعات کے خاتمے اور اُن کے پائیدار حل سے متعلق قرآن وسنّت کی حسین ہدایات کا تذکرہ کیا گیا، جس کا مقصد یہ تھا کہ طلاق کی نَوبت ہی نہ آئے اور باہمی اختلاف کو بہتر طریقے سے سُلجھالیا جائے۔

آج کا خطبہ ”طلاق سے متعلق اسلامی تعلیمات“ کے عنوان سے ہے، جس میں اِس پہلو پر گفتگو کی جائے گی کہ اگر خدانخواستہ طلاق ناگزیر ہو تو اِس مرحلے کو شریعت کے مطابق کس طرح طے کیا جائے!

بے جا طلاق کی مذمّت

اگر شوہر اور بیوی میں سے ایک مسلسل ظلم کر رہا ہو اور اِصلاح کا کوئی طریقہ فائدہ مند ثابت نہ ہو تو شریعتِ مطہرہ نے طلاق کے ذریعے عقدِ نکاح کو ختم کرنے کی اجازت دی ہے، تاہم یہ بھی واضح فرمایا ہے کہ طلاق مجبوری کی صورت میں اُٹھایا جانے والا آخری قدم ہے، جب تک نباہ ممکن ہو اور اِصلاح کی گنجائش باقی ہو تب تک نکاح کو ختم کرنے کا فیصلہ ہر گز درست نہیں۔

اگر شوہر بے جا طلاق دے یا بیوی شدید مجبوری کے بغیر اِس کا مطالبہ کرے تو اُن کا یہ عمل سخت ناپسندیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہے۔

ناپسندیدہ ترین عمل: شہزادۂ فاروقِ اعظم سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ۔[1] یعنی "حلال و مشروع چیزوں میں طلاق اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔"

(سنن ابو داؤد، حدیث:2178۔ سنن ابن ماجہ، حدیث:2018۔ السنن الکبریٰ للبیہقی، حدیث:14894)

خلاصہ یہ کہ اگرچہ طلاق مشروع امر ہے۔ یعنی بلا وجہ دی جائے یا مصلَحت کے تحت، بہر صورت شرعی اور قانونی طور پر معتبر ہوتی ہے،[2] تاہم اگر یہ شرعی حکمت کے بغیر ہو تو شیطان کو سب سے زیادہ پسند ہے اور باری تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔[3]

جنّت سے محرومی کی وعید: سیدنا ثوبان ہاشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈانٹ کے طور پر فرمایا:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِّنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ۔ "جو عورت اپنے شوہر سے بلا وجہ / بغیر مجبوری کے طلاق مانگے تو اُس پر جنّت کی خوشبو (بھی) حرام ہے۔"

(جامع ترمذی، حدیث:1187۔ سنن ابو داؤد، حدیث:2226۔ سنن ابن ماجہ، حدیث:2055، اِسنادہ صحیح)

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: لَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ فِي غَيْرِ كُنْهِهِ فَتَجِدَ رِيحَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا۔ یعنی "جو عورت اپنے شوہر سے شرعی عذر کے بغیر طلاق مانگے وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گی، حالانکہ اُس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث:2054، اِسنادہٗ ضعیف)

---

[1] قَالَ الْأَرْنَؤُوطُ (تحت الحدیث:2177): رِجَالُهُ ثِقَاتٌ... وَلٰكِنَّ الصَّحِيحَ الْمُرْسَلُ، كَمَا قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ... وَلٰكِنَّهُ مَعَ إِرْسَالِهِ يُحْتَجُّ بِهِ عِنْدَ الْأَئِمَّةِ الثَّلَاثَةِ: أَبِي حَنِيفَةَ وَمَالِكٍ وَأَحْمَدَ، إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الْبَابِ مَا يُخَالِفُهُ۔

[2] لَيْسَ الْمُرَادُ بِـ"الْحَلَالِ" مَا اسْتَوَى طَرَفَاهُ بَلْ أَعَمَّ، فَإِنَّ بَعْضَ الْحَلَالِ مَشْرُوعٌ وَهُوَ عِنْدَ اللهِ مَبْغُوضٌ... (مرقاۃ المفاتیح)

[3] اَلطَّلَاقُ مَعَ أَنَّهُ حَلَالٌ فِي الْجُمْلَةِ، وَلَيْسَ بِحَرَامٍ، مَبْغُوضٌ وَمَكْرُوهٌ عِنْدَ اللهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لِمَصْلَحَةٍ وَغَرَضٍ صَحِيحٍ۔ (لمعات التنقیح)

طلاق کی شرعی وجوہات اور طلاق میں احسان

کسی بھی کام کے آغاز سے پہلے اُس سے متعلق شریعتِ مطہرہ کے احکام سیکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ تجارت شروع کرنے سے پہلے اُس کے شرعی اُصولوں کو جاننا لازم ہے، مُلازمت اختیار کرنے سے پہلے اِجارہ کے شرعی تقاضوں سے واقفیت ناگزیر ہے۔ یوں ہی اگر طلاق کی ضرورت پیش آئے تو یہ سیکھنا فرض ہے کہ شریعت نے کن وُجوہات کی بنا پر طلاق کی اجازت دی ہے اور اُس کا درست طریقہ کیا ہے!

شریعت نے چند وجوہات کو طلاق کے لیے قابلِ قبول عذر قرار دیا ہے، اِن صورتوں میں شوہر کو طلاق دینے کی اجازت ہے:

i. خاتون بے حیائی / بدکاری میں مبتلا ہو یا بد اخلاق ہو، خصوصًا جب اُس کے کردار سے اولاد کی تربیت پر بُرا اثر پڑنے کا اندیشہ ہو۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اپنی بیوی کی بدکرداری کی شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا: طَلِّقْهَا! "اُسے طلاق دے دو!" (المعجم الاوسط، حدیث: 4707، 6410، رجالہٗ رجال الصحیح)

ii. عورت اپنے شوہر یا دیگر افراد کو اپنی زبان سے یا عمل کے ذریعے بے جا تکلیف پہنچاتی ہو۔

iii. بیوی نماز نہ پڑھتی ہو یا دیگر شرعی احکام سے لاپرواہی برتتی ہو اور نصیحت و تنبیہ کے باوجود اُس کی روِش میں بہتری نہ آئے۔

اِن صورتوں میں طلاق دینا لازم نہیں، بلکہ شرعی حکمت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا چاہیے، تاہم یہ وُجوہات شریعت میں معتبر ہیں اور اِن کی بنیاد پر کوئی بندہ اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے تو گناہ گار نہیں ہو گا۔[1]

یوں ہی کچھ صورتوں میں بیوی کو شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرنے کی اجازت ہے:

⇐ شوہر کا مِزاج بیوی سے اِس طرح مختلف ہو کہ اُسے شوہر کے حقوق کی ادائیگی اور اُس کی فرماں برداری عملاً ناممکن نظر آتی ہو۔

⇐ شوہر اُس پر ظلم کرتا ہو اور اُسے ظلم سے روکنے کی کوئی صورت سُود مند ثابت نہ ہو۔

⇐ شوہر نامرد ہو یا کسی اور وجہ سے حقوقِ زوجیّت ادا کرنے کے قابل نہ ہو۔

احسان کے ساتھ طلاق: عام طور پر لوگ طلاق کو غصّے کے اِظہار اور انتقام کا ذریعہ بنا لیتے ہیں، حالانکہ قرآنِ مجید نے یہ تربیت فرمائی ہے کہ اگر خدانخواستہ جدائی کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو احسان و بھلائی کے ساتھ رشتے کو ختم کیا جائے۔ یعنی طلاق کے مرحلے میں بھی ظلم و زیادتی کی اجازت نہیں، بلکہ اِس مرحلے کو بھی "اِحسان" کے ساتھ طے کیا جائے۔

طلاق کے بیان میں باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ... "(بیوی کو) اچھے طریقے سے روک لینا ہے یا اِحسان / اچھے طریقے کے ساتھ رُخصت کر دینا ہے۔" [البقرۃ 2:229]

---

[1] يُسْتَحَبُّ لَوْ مُؤْذِيَةً أَوْ تَارِكَةَ صَلَاةٍ... وَمُفَادُهُ أَنَّ لَا إِثْمَ بِمُعَاشَرَةِ مَنْ لَا تُصَلِّي. (درّ مختار مع ردّ المحتار، ج:3، ص:229)

طلاق کا بہترین طریقہ

اگر طلاق ناگزیر ہو، یعنی اُس کی کوئی شرعی وجہ پائی جائے تو بہترین طریقہ یہ ہے کہ جب بیوی ماہواری / مخصوص ایّام کے بعد پاک ہو جائے تو حقوقِ زوجیّت ادا کیے بغیر شوہر اُسے صریح لفظ کے ساتھ فقط ایک طلاق دے دے... مثلاً اُسے مخاطب کر کے کہے: مَیں نے تجھے ایک طلاق دی یا اُس کا نام لے کر کہے: مَیں نے فلاں کو ایک طلاق دی۔ ایسا کہنے سے فوری طور پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور عورت کی عدّت کا آغاز ہو جائے گا۔ اِس کے بعد شوہر اُسے عدت پوری ہونے تک مزید کوئی طلاق نہ دے۔[1]

اِس طریقے پر عمل کرنے کے کئی فوائد ہیں:

1) رجوع کی گنجائش: اگر طلاق کے بعد معاملات بہتر ہو جائیں تو شوہر عدت کے دوران نیا نکاح کیے بغیر رجوع کر سکتا ہے، یعنی شوہر زبان سے اِس طرح کے الفاظ کہہ دے: "مَیں نے رجوع کیا" یا "مَیں نے بیوی کو روک لیا" یا عملی طور پر رجوع کر لے تو وہ پہلے کی طرح میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزار سکیں گے اور آئندہ کے لیے شوہر کے پاس دو طلاقوں کا حق باقی رہے گا۔

2) تجدیدِ نکاح کا امکان: شوہر نے عدّت کے دوران رجوع نہ کیا تو بعد میں باہمی رِضامندی سے نکاح کر سکتا ہے[2] اور فقط نئے نکاح سے ہی اُن کی میاں بیوی والی حیثیت بحال ہو جائے گی، مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں ہو گی۔ اب دو طلاقوں کا حق باقی رہے گا۔

3) بعدِ عدّت نکاح کی اجازت: اگر شوہر نے عدّت کے دوران رُجوع نہ کیا تو عدّت مکمل کرنے کے بعد عورت نکاح کی تمام پابندیوں سے آزاد ہو گی اور اُسے اختیار ہو گا کہ کسی دوسرے مَرد سے نکاح کر لے۔

چند اہم اُمور: طلاق کے حوالے سے عوام میں کئی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں؛ لہٰذا چند اہم باتوں کی طرف توجّہ ضروری ہے:

1. طلاق انتہائی حسّاس اور سنجیدہ شرعی مسئلہ ہے، یہ بہر صورت واقع ہو جاتی ہے، حتّٰی کہ اگر کوئی شخص ہنسی مزاح میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے یا جھوٹ مُوٹ میں اِقرار کرے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
2. جس طرح زبان سے طلاق کے الفاظ بولنے پر طلاق ہو جاتی ہے، یوں ہی تحریر سے بھی طلاق نافذ ہو جاتی ہے، خواہ:
   i. شوہر نے خود طلاق کا مضمون تحریر کیا ہو یا کسی دوسرے شخص سے لکھوایا ہو۔
   ii. یا دوسرے بندے نے خود سے طلاق کا مضمون لکھا ہو اور شوہر اُس پر رِضامندی کا اِظہار کر دے یا دستخط کر دے۔[3]

---

[1] یہ حکم اُس بیوی سے متعلق ہے جس سے حقِّ زوجیت ادا کیا ہو اور اُس کی عدّت حیض کے ساتھ ہو۔

[2] حسبِ دستور نکاح میں دو مَردوں یا ایک مَرد اور دو عورتوں کو گواہ بنانا اور حق مہر مقرر کرنا لازم ہو گا۔

[3] اگر طلاق کی تحریر لکھ کر شوہر کو اسلحہ کے زور (Gunpoint) پر دستخط کرنے کے لیے مجبور کیا گیا اور اُس نے نیتِ طلاق کے بغیر محض جان بچانے کی خاطر دستخط کر دیے تو طلاق نہیں ہو گی، تاہم اگر شوہر نے زبان سے الفاظ بولے یا رِضامند ہو گیا یا شرعی اِکراہ نہیں تھا تو طلاق ہو جائے گی۔

3. طلاق کے لیے بیوی کا سامنے موجود ہونا ضروری نہیں، نہ ہی اُس کا طلاق کے الفاظ کو سُننا یا طلاق نامہ پڑھنا لازم ہے اور نہ ہی اُس کا طلاق کو قبول کرنا شرط ہے۔ شوہر تنہائی میں الفاظ بول دے یا تحریر کر دے تو بھی اُسی وقت طلاق واقع ہو جاتی ہے۔[1]

4. غصّے کی حالت میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، بلکہ عموماً طلاق غصّے میں ہی دی جاتی ہے... تاہم اگر غصّہ اتنا شدید ہو کہ بندے کی حالت پاگلوں جیسی ہو جائے اور اُسے طلاق کے الفاظ بولتے وقت اپنے قول و فعل کا کچھ شعور نہ ہو تو ایسی صورت میں طلاق واقع نہیں ہو گی، تاہم یہ کیفیت ہزاروں میں سے کسی ایک آدھ کے ساتھ ہی پیش آتی ہے۔

5. اگر شوہر صریح الفاظ کے بجائے کنایہ الفاظ سے طلاق دے، یعنی واضح الفاظ بولنے کے بجائے مثلاً یوں کہے: "مَیں نے تجھے آزاد کیا" یا "تم چلی جاؤ!" تو اگرچہ ایک ہی طلاق دی ہو پھر بھی تعلقات کی بحالی کے لیے باہمی رِضامندی سے نیا نکاح لازم ہو گا۔

عِدّت کا حکم: حقوقِ زوجیت کی ادائیگی (یا خلوتِ صحیحہ) ہو چکی ہو تو طلاق کے بعد خاتون پر لازم ہے کہ شوہر کے گھر میں عدّت گزارے۔ اگر طلاق رَجعی ہو، یعنی صریح الفاظ سے ایک یا دو طلاقیں دی گئی ہوں اور اُمّید ہو کہ شوہر رُجوع کر لے گا تو عورت کو زینت اختیار کرنی چاہیے، البتہ طلاقِ بائن ہو یا تین طلاقیں دی گئی ہوں تو زینت اختیار نہیں کرے گی، بلکہ شوہر سے پردہ کرے گی۔ بہر حال عدّت کے دوران شوہر کے گھر سے نکلنے کی اِجازت صرف تب ہے جب وہاں جان یا عزّت کا خطرہ ہو یا اِس طرح کی کوئی اور شرعی مجبوری درپیش ہو۔

خُلع کی وضاحت

خلع کا مطلب ہے: مال کے بدلے میں نکاح ختم کرنا۔ یعنی بیوی شوہر کو مال دے اور وہ اُسے طلاق دے کر نکاح کو ختم کر دے۔ اِس سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے۔ یعنی رجوع کا حق نہیں ہوتا، تاہم ایک یا دو طلاقیں دی ہوں تو نئے نکاح سے تعلق بحال ہو سکتا ہے۔

i. اگر زیادتی عورت کی طرف سے ہو اور وہ بے جا طلاق کا مطالبہ کرے تو شوہر کو اجازت ہے کہ اُس نے نکاح میں جتنا مہر ادا کیا تھا اُتنا مال واپس لے لے، اُس سے زیادہ مکروہ ہے (اگرچہ باہمی رِضامندی سے زیادہ طے کیا ہو تو وہ لازم ہو گا)۔

ii. اگر شوہر کی طرف سے زیادتی ہو اور بیوی مجبوری کے تحت خلع لے رہی ہو تو شوہر کے لیے خلع کے عوض مال لینا مطلقاً مکروہ ہے۔

یاد رہے کہ طلاق دینے کا حق فقط شوہر کو ہے، کوئی دوسرا شخص یا اِدارہ شوہر کی مرضی کے بغیر اُس کی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتا۔ اگر کوئی خاتون کورٹ سے یک طرفہ خلع کی ڈگری حاصل کر لے، جب کہ شوہر نے کسی بھی طرح سے طلاق نہ دی ہو تو شرعی طور پر اِس کی کوئی حیثیت نہیں، ایسی صورت میں نکاحِ سابق برقرار رہتا ہے اور خاتون کے لیے کسی دوسرے مَرد سے نکاح کرنا جائز نہیں ہوتا۔

ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور خلع کا مقدّمہ پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختارِ کل ہونے کے باوجود خود طلاق نہیں دی، بلکہ شوہر کو حکم فرمایا: اِقْبَلِ الْحَدِيقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيقَةً۔ یعنی "مال لے لو! اور بیوی کو ایک طلاق دے دو!" (صحیح بخاری: 5273)

---

[1] تاہم اگر شوہر تنہائی میں طلاق دے تو اُس پر بیوی کو مطلع کرنا لازم ہے؛ تاکہ وہ عدّت وغیرہ شرعی تقاضوں کو پورا کر سکے۔

طلاق دینے کے غلط طریقے

اگر طلاق شرعی طریقے کے برعکس دی جائے تو بھی وہ نافذ و مؤثّر ہوتی ہے، البتہ خلافِ شریعت طلاق دینے والا سخت گناہ گار ہوتا ہے اور قرآن و سنّت میں ایسا کرنے سے متعلق شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

غیر شرعی طریقے سے طلاق دینے کی کئی صورتیں ہیں:

❖ جس خاتون سے حقوقِ زوجیت ادا کیے جا چکے ہوں اُسے ناپاکی (حیض) کے دنوں میں طلاق دینا حرام ہے، اگرچہ طلاق نافذ ہو گی۔

حدیث پاک کا خلاصہ ہے کہ سرورِ عالم ﷺ کے عہدِ مبارک میں ایک صاحب نے اپنی اہلیہ کو ناپاکی کے دنوں میں طلاقِ رَجعی دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے اِس پر ناراضی کا اِظہار فرمایا اور حکم دیا کہ وہ رجوع کر کے انتظار کریں، حتّٰی کہ بیوی ماہواری سے پاک ہو جائے، اِس کے بعد اگر طلاق دینا چاہیں تو حقوقِ زوجیت ادا کیے بغیر طلاق دے دیں۔ (صحیح بخاری، حدیث: 5251)

❖ یوں ہی پاکی کے دنوں میں حقِ زوجیّت ادا کرنے کے بعد طلاق دینا بھی سخت جُرم ہے، تاہم یہ طلاق بھی نافذ ہو گی۔

❖ اِسی طرح ایک ہی نشست میں ایک سے زیادہ طلاقیں دینا بھی گناہِ کبیرہ ہے، اگرچہ وہ واقع ہو جائیں گی۔

❖ پاکی کے ایک دورانیے (طُہر) میں فقط ایک ہی طلاق دینے کی اجازت ہے۔ دوسری طلاق دینی ہو تو دوبارہ ماہواری کے بعد پاک ہونے پر حقِ زوجیت ادا کیے بغیر دے سکتا ہے، یوں ہی تیسری طلاق کے لیے تیسری مرتبہ طہارت کا انتظار کرنا ہو گا۔ ایک ہی طہر میں متعدد طلاقیں دینا سخت گناہ ہے، اگرچہ ایسا کرنے پر طلاقیں نافذ ہوں گی۔

خالقِ کائنات نے سورۂ بقرہ کی جس آیتِ مقدّسہ میں طلاق کے احکام بیان کیے اُس کے آخر میں ارشاد فرمایا: تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ ”یہ اللہ کی حُدود ہیں تو تم اِن حدوں سے آگے نہ بڑھو! اور جو لوگ اللہ کی حُدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی ظالم ہیں۔“ [البقرۃ 2:229]

آیاتِ طلاق میں ہی یہ بھی ارشاد فرمایا:

⇐ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۡ ”اور تم اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بنالو!“ (بلکہ احکامِ الٰہیہ کی مکمل پابندی کرو!)

⇐ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ ”اور اللہ کے احسان کو یاد کرو! جو اُس نے تم پر کیا اور کتاب و حکمت (قرآن و سنّت) کو یاد کرو! جو تم پر نازل فرمائی، وہ اِس کے ذریعے تمہیں نصیحت فرماتا ہے۔“ (اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی دولت عطا کی اور امام الانبیا ﷺ کا اُمّتی بنایا، پھر تمہیں عبادات، معاملات اور معاشرت کے طریقے سکھائے؛ لہٰذا تمہیں اِحسانِ الٰہی اور قرآن و سنّت کو یاد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ کریم ﷺ کے تمام احکام پر عمل کرنا چاہیے)

⇐ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ ”اور اللہ سے ڈرتے رہو اور یقین رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔“ [البقرۃ: 231]

تین طلاقوں کا حکم

ہمارے دَور میں طلاق کے حوالے سے ایک بڑا المیہ ہے کہ لوگ جذبات سے مغلوب ہو کر تینوں طلاقیں اکٹھی دے دیتے ہیں، پھر شرمندہ ہو کر حل تلاش کرتے پھرتے ہیں اور بہت مرتبہ شرعی تقاضوں کے خلاف ایسا راستہ اختیار کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔ گزشتہ گفتگو میں اِس حوالے سے دو باتیں واضح ہو چکیں:

1) ایک نشست، بلکہ ایک طُہر (پاکی کے دورانیے) میں فقط ایک طلاق دینے کی اجازت ہے، اِس سے تجاوُز کرنا سخت گناہ ہے۔

2) قرآن وسنّت کا واضح حکم ہے اور فقہ کے چاروں ائمہ کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ہی نشست میں تینوں طلاقیں دے دے تو وہ واقع ہو جاتی ہیں۔ اِس صورت میں نکاح مکمل طور پر ختم ہو جاتا ہے اور عورت مَرد پر حرام ہو جاتی ہے۔ اُس عورت کے ساتھ نکاح بحال کرنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی، سوائے اِس کے کہ وہ خاتون عدّت پوری کرنے کے بعد کسی دوسرے مَرد سے نکاح کرے، پھر وہ تمام تقاضوں کی تکمیل کے بعد اپنی مرضی سے طلاق دے یا اُس کا انتقال ہو جائے۔ اِس کے بعد ہی وہ عورت عدّت گزارنے کے بعد سابقہ شوہر سے باہمی رضامندی کے ساتھ نیا نکاح کر سکتی ہے۔

ارشادِ ربّانی: تیسری طلاق سے متعلق باری تعالیٰ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا: فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ... "پھر اگر شوہر نے بیوی کو تیسری طلاق دے دی تو اِس کے بعد وہ عورت اُس کے لیے حلال نہیں ہو گی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔" [البقرۃ2:230]

فرمانِ مصطفوی: سیدنا محمود بن لَبِید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں تو آپ ﷺ جلال میں کھڑے ہو گئے، پھر ارشاد فرمایا: أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ یعنی "کیا میری موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے؟" (سننِ نسائی، حدیث: 3401)

قرآن وسنّت کا واضح حکم ہے کہ تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں، اِس کے بعد اگر خاندان یا علاقے کے بااثر افراد صلح کروانے کی کوشش کریں یا کوئی صاحب فتوٰی دے دیں کہ ایک طلاق ہوئی ہے تب بھی اُن کا میاں بیوی کی حیثیت سے رہنا خالص حرام ہے۔

طلاق نامہ: عمومی طور پر جب کوئی شخص طلاق کے حوالے سے وُکلا یا یونین کونسل والوں سے رابطہ کرتا ہے تو یہ حضرات اُسے طلاق کا اسٹامپ پیپر دیتے ہیں جس پر تین طلاقیں لکھی ہوتی ہیں یا ایک طلاق والے تین پیپر دے دیتے ہیں، چونکہ اکٹھی تین طلاقیں دینا گناہ ہے؛ لہٰذا اِس عمل میں شریک تمام افراد گناہ گار ہوتے ہیں۔ چنانچہ وُکلا حضرات، کونسل کے اہل کاروں اور دیگر ذی اختیار افراد کی ذمہ داری ہے کہ حسبِ طاقت شوہر کی ذہن سازی کریں اور اُسے شرعی طریقے کے مطابق طلاق دینے کی ترغیب دیں۔

حرفِ آخر: طلاق کا شرعی نظام

دینِ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے اور پوری انسانیت کے لیے سرچشمۂ ہدایت ہے۔ یہ ایسا جامع اور کامل نظامِ حیات ہے جو ہر دَور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے اور خانگی اُمور سمیت زندگی کے ہر شعبے میں واضح راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔

ہمارے اکابر اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا تھے تو اُن کی زندگیاں قابلِ رشک اور سُکون واطمینان کا حسین نمونہ بنیں، لیکن ہم دینی تعلیمات پر عمل سے غافل ہیں تو اِس کا عبرت ناک نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ اِس وقت بیشتر گھروں میں ناچاقیوں اور جھگڑوں کے باعث صورتِ حال اَبتَر ہے اور طلاق کی شرح بھی تشویش ناک حد تک بڑھتی جارہی ہے۔

بلامبالغہ موجودہ دَور کی سب سے بڑی اور اہم ضرورت یہ ہے کہ گھریلو معاملات سمیت زندگی کے ہر پہلو میں "دین پر عمل" کے جذبے کو فروغ دیا جائے۔ اِسی میں دُنیا کی حقیقی کامیابی مُضمَر ہے اور یہی اُخروی فلاح کا واحد ذریعہ ہے۔

گزشتہ تین خطبات میں خانگی تنازعات کے خاتمے سے متعلق قرآن وسنّت میں عطا کردہ ہدایات کا تذکرہ کیا گیا۔ آج ''طلاق سے متعلق اسلامی تعلیمات'' کے زیرِ عنوان کچھ انتہائی اہم اُمور کا ذکر ہوا۔ چند نکات درج ذیل ہیں:

- اگر زَوجین میں ناچاقی ہو جائے اور بیوی شوہر کے حقوق ادا نہ کرے تو اُس کی اِصلاح کے لیے قرآنِ حکیم نے مرحلہ وار حکیمانہ انداز اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے:
  1) سب سے پہلے اُسے وعظ و نصیحت کی جائے۔ یعنی شوہر کے حقوق ادا کرنے اور اُس کی فرماں برداری کرنے کے فوائد بتائے جائیں، نیز نافرمانی و حق تلفی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے۔
  2) وعظ و نصیحت مؤثّر نہ ہو تو شوہر کو اُس سے بے رُخی اختیار کرنے کی اجازت ہے۔
  3) اگر یہ تمام کوششیں ناکام ہو جائیں تو اِصلاح کے لیے شوہر کو گھر کے سربراہ کی حیثیت سے شفقت کے ساتھ ایک دو ضَربیں لگانے کی اجازت ہے، جن سے نہ زخم ہو اور نہ ہی نشان پڑے۔
  4) چوتھے مرحلے میں حکم دیا گیا کہ حکومتی یا خاندانی ذمہ دار افراد میاں اور بیوی کے قریبی رشتہ داروں میں سے ایک ایک شخص کو مُنصِف / ثالث مقرر کریں؛ تاکہ مصالحتی کمیٹی فریقَین کی بات سُننے کے بعد بہتر طریقے سے شرعی حل نکال سکے۔
- طلاق کوئی کھیل نہیں، بلکہ مجبوری کی صورت میں اُٹھایا جانے والا آخری قدم ہے۔ اگر شوہر بے جا طلاق دے یا بیوی شدید مجبوری کے بغیر اِس کا مطالبہ کرے تو اُن کا یہ عمل سخت ناپسندیدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب ہے۔
- چند صورتوں میں شوہر کو طلاق دینے کی اجازت ہے:
  - خاتون بے حیائی / بدکاری میں مبتلا ہو یا بد اخلاق ہو، خصوصاً جب اولاد کی تربیت پر بُرا اثر پڑنے کا اندیشہ ہو۔

- شوہر یا دیگر افراد کو اپنی زبان سے یا عمل کے ذریعے بے جا تکلیف پہنچاتی ہو۔
- نماز نہ پڑھتی ہو یا دیگر شرعی احکام سے لاپرواہی برتتی ہو اور نصیحت و تنبیہ کے باوجود اپنی حالت نہ بدلے۔

❖ اگر طلاق ناگزیر ہو تو اُس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جب بیوی ماہواری / مخصوص ایّام کے بعد پاک ہو جائے تو حقوقِ زوجیّت ادا کیے بغیر شوہر اُسے صریح لفظ کے ساتھ فقط ایک طلاق دے دے... مثلاً اُسے مخاطب کر کے کہے: مَیں نے تجھے ایک طلاق دی یا اُس کا نام لے کر کہے: مَیں نے فلاں کو ایک طلاق دی۔ یوں فوری طور پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور عورت کی عدّت کا آغاز ہو جائے گا۔ اِس کے بعد شوہر اُسے عدت پوری ہونے تک مزید کوئی طلاق نہ دے۔

❖ اگر شوہر اِس طریقے کے برعکس طلاق دے تو وہ سخت گناہ گار ہو گا اور اِس کی کئی صورتیں ہیں:

- ناپاکی (حیض) کے دنوں میں طلاق دینا۔
- پاکی کے دنوں میں حقِ زوجیّت ادا کرنے کے بعد طلاق دینا۔
- ایک ہی نشست میں، بلکہ پاکی کے ایک دورانیے میں متعدد طلاقیں دینا۔

اِن سب صورتوں میں طلاق ہو جائے گی، اگرچہ ایسا کرنا سخت جُرم ہے اور آیاتِ الٰہیہ کے ساتھ مذاق کے مترادف ہے۔

❖ ایک سے زیادہ طلاقیں دینے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ شوہر دوسری طلاق کے لیے دوبارہ ماہواری کا انتظار کرے، پھر بیوی کے پاک ہونے پر حقِ زوجیت ادا کیے بغیر دوسری طلاق دے سکتا ہے، یوں ہی اگر تیسری طلاق دینا چاہے تو تیسرے طہر کا انتظار کرنا ہو گا۔

❖ خلع کا مطلب ہے: مال کے بدلے میں نکاح ختم کرنا۔ یعنی بیوی شوہر کو کچھ مال دے اور شوہر اُسے طلاق دے کر نکاح کو ختم کر دے۔ خلع کے نتیجے میں طلاقِ بائن واقع ہو جاتی ہے۔ خلع کے تحت فقط شوہر ہی طلاق دے سکتا ہے، کوئی دوسرا شخص یا اِدارہ اِس کا مُجاز نہیں۔

خطبے میں انتہائی اختصار کے ساتھ چند مسائل کا ذکر کیا گیا ہے، ضرورت پڑنے پر کسی قریبی سُنّی عالمِ دین / مفتی صاحب سے تفصیل معلوم کر کے شرعی تقاضوں پر عمل کرنا لازم ہے۔

آخر میں یہ بات کہنا بھی ضروری ہے کہ یکم مئی کو دُنیا بھر میں مزدوروں کا دن منانے کے لیے خصوصی انتظامات کیے جاتے ہیں اور سرمایہ دار طبقہ پُرجوش انداز میں تقریروں کے ذریعے مزدوروں کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ محنت کشوں کو اُن کے جائز حقوق دینے کے لیے عملی اقدامات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے محنت کشوں کو جو عزت و وقار عطا کیا ہے اور اُنھیں جو حقوق دیے ہیں وہ بلا مبالغہ کسی اور تہذیب یا نظام میں نہیں ملتے۔ یومِ مزدور منانے کا حقیقی مقصد تبھی پورا ہو گا جب محنت کشوں کے متعلق اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے کی سنجیدہ اور عملی کوششیں کی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ خاتونِ جنّت سیدتنا فاطمہ زہرا سَلَامُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی أَبِیْہَا وَعَلَیْہَا کی اِطاعت شعاری کے صدقے میں ہمارے گھروں سے لڑائی جھگڑوں کا خاتمہ فرمائے اور امن وآشتی کا گہوارہ بنائے۔

ربِّ کریم اُمّتِ مسلمہ کی خیر فرمائے اور اُسے باہمی تنازعات و مخاصمات سے نجات عطا فرما کر اتّحاد و اتفاق کی دَولت سے نوازے! خالقِ کریم ہمیں لڑائیوں کے اسباب سے بچتے ہوئے حلم، خیر خواہی، حُسن ظنّ، عاجزی اور اخلاقِ حسنہ اختیار کرنے کی سعادت سے بہرہ مند فرمائے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی وبیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن وسلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!